JOURNAL OF CRITICAL REVIEWS

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

طنز ومزاح کے خلاقانہ اظہارات
(خطۂ بہاول پورکی تخصیصی تخلیقات پر ایک نظر)

[1]**Dr. Saira Irshad**
Lecturer Urdu, Govt Sadiq College women University Bahawalpur, Punjab Pakistan
saira.irshad@gscwu.edu.pk
[2]**Sumaira Irshad**
Lecturer Statistics, Govt Syeda Tallat Zahra Gillani Associate College (W) Uch Sharif, Punjab Pakistan
sumystat2015@gmail.com
[3]**Muhammad Ameeq**
Subject Specialist Statistics, Head of Department GHSS Sinawan Punjab, Pakistan
Ameeq7777@gmail.com

Abstract:
Satire and humor are two forms of satirical porse, but thy have many colors.if we look at the evolutionary journey of satire and humor in urdu literature, then every era has led to better creation than its predecessors.however, in the present era, this process is slowing downdespite the abundance of writers, only a few satirists were able to make a name for themselves in terms of quality.The region of Bahawalpur is mature and advanced in literature.Shafiq ur Rehman,a credible reference to this classical prose in Bahawalpur region,another important name in this regard is that of Muhammad khalid akhter, Among the other humorists, ibn_e_ imam Shafter,Sohail Akhter and Hakeem syed Meer Zafar Zaidi fall into the category of sarcastic.from which the development of an importantgenre of urdu literature in Bahawalpur can be examind.

Key words: Instinct, humor & humor, literary consciousness, memories Nadri, jokes&jokes, funny, language and expression, Meaning, communication.

تلخیص:
طنز و مزاح کے ذریعے مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے خوشگوار کیفیت پیدا کی جاتی ہے۔یہ نثر کی دو صورتیں ہیں تاہم ان کے کئی رنگ ہیں۔اردو ادب میں طنز و مزاح کے ارتقائی سفر کا جائزہ لیں تو ہرعہد سابقہ دور کی نسبت عمدہ تخلیقات کا باعث بنا ،تاہم عہد حاضر میں یہ سلسلہ سست روی کا شکار ہے۔لکھنے والوں کی کثرت کے باوجود معیارکے لحاظ سے چند مزاح نگار ہی اپنا نام بنا سکے۔ خطۂ بہاولپورپختہ ادبی شعور اوربے پناہ وسعت کا حاملہے۔اس حوالے سےشفیقالرحمٰنکانامعتبرحیثیت رکھتا ہے۔خطۂ بہاول پور کا ایک اور اہمنامحمدخالداخترکاہے ۔ دیگرمزاحنگارونمیں،ابن
الامامشفتر،سہیلاختراورحکیمسیدمیرظفرزیدیکےمضامینطنزو مزاح نگاری

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

کےزمرےمیںآتے ہیں،جس سے خطۂ بہاول پورمیں اردو ادب کی ایک اہم صنف کے فروغ کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

کلیدیالفاظ: جبلت،شوخی و ظرافت، ادبی شعور، تزکِنادری،لطائفوظرائف،مضحکہ خیز، زبانوبیان،مفہوم،ابلاغ

حیاتِ انسانی بہ یک وقت الم و طرب جیسے جذبات و احساسات سے عبارت ہے۔ انبساط و ابتہاج کے لمحات اگرچہ عارضی ہوتے ہیں لیکن یہ زندگی کے غم زدہ پہلوؤں کو(کچھ دیر کے لیے ہی سہی)مسرت آمیز بنا دیتے ہیں کیوں کہ یاسیت اور پژمردگی کا اسیر شخص اس حصار سے با ہر نکلنے کے لیے کوشاں رہتا ہے؛کوئی لطیف طنز، کوئی شوخ جملہ، کوئی زیر لب تبسم اُس کی زندگی میں مسکراہٹ بکھیر سکتا ہےیہ وہ 'رس' ہے جو ایک ایسی ہنسی کی تعبیر کرتا ہے جس سے چیزوں کی مضحک صورت تشکیل پذیر ہوتی ہے۔ خوشی کا تعلق بھی اسی رس سے ہے۔ اس کے دیگر متعلقات پر نظر دوڑاتے جائیں ، اس کا کینوس مزید توسیع در توسیع ہوتا جائے گا۔

سنسکرت شعریاتمیں بھی اسی 'ہاسیہ رس' کو نشان زد کیا گیا ہے۔اس سلسلے میں عنبر بہرائچی نے بڑی خیال افروز رائے دی ہے :

> ''مضحکہ خیز جسمانی حالت، پوشاک، کلام اور حرکت وغیرہ کے بیان سے ہاسیہ رس نموپذیر ہوتا ہے۔ اس کا مستقل جذبہ ہنسی ہے۔ اس کا محرکِ اساسی بگڑی ہوئی پوشاک اور کلام وغیرہ ہیں۔ اس رس کا محرک مہیج ہے۔ مضحکہ انگیز کلام اور مزاح آمیز حرکتیں اس کا انوبھاؤ یا اداکاری ہے۔''[۱]

ہاسیہ کے حوالے سے عنبر بہرائچی کی رائے کا انطباق نظم اور نثر ہر دو اصناف میں ہوسکتا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے ہاسیہ کی دیگر اقسام پر بھی بات کی ہے:-

> ''۱۔سمِت:اس کا شمار بہت ہی مہذب ہاسیہ کی حیثیت سے کیا جاتا ہے اور یہ بہترین مذاق والے لوگوں میں طلوع ہوتا ہے۔ اس میں آنکھیں کھل جاتی ہیں اور لبوں میں ذرا سا ارتعاش بھی پیدا ہوتا ہے۔
>
> ۲۔ہَسِت:یہ ہاسیہ بھی بہتر مذاق والو ں میں پیدا ہوتا ہے۔اس میں تبسم کے ساتھ ہی ساتھ دانتوں کے کنارے بھی نظر آنے لگتے ہیں۔
>
> ۳۔وِہسِت:یہ درمیانہ مذاق کے لوگوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اس میں مسکراہٹ میں اس قدر اضافہ ہوتا ہے کہ کچھ میٹھے الفاظ بھی منہ سے نکلتے لگتے ہیں۔
>
> ۴۔اَوَہَسِت:یہ بھی درمیانہ مذاق کے لوگوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اس میں آواز نکلنے کے ساتھ ہی ساتھ بدن بھی ہلنے لگتا ہے۔
>
> ۵۔اَپَہَسِت:یہ پست مذاق کے لوگوں میں ہوتا ہے۔ اس میں آواز کافی اونچی ہوجاتی ہے۔ بدن کی تھرتھراہٹ غیر مہذب ہوجاتی ہے اور آنکھوں میں پانی آجاتا ہے۔اس میں بہت پھوہڑ پن ہوتا ہے۔
>
> ۶۔اَتِ ہَسِت:اس میں آواز بہت اونچی ہوجاتی ہے۔ ہاتھ پیر بھی چلنے لگتے ہیں۔''[۲]

گزشتہ سطور میں ہاسیہ رس کی مختلف اقسام میں ہنسی کی متنوع کیفیات بیان کی گئی ہیں۔ موقع و محل اور مزاج و مذاق کے مطابق ان کیفیات کو برتا جاسکتا ہے۔

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

مزاح نگار انسانیت سے ہمدردی کی بنا پر غم زدہ چہروں پر مسکراہٹ بکھیرتاہے۔اگرچہ پانی اور آگ کی یکجائی ممکن نہیں مگرمزاح نگار کے فن میں یہ طاقت ہوتی ہے جس کی بنا پر وہ یہ اعجاز بخوبی دکھاسکتا ہے۔ مزاح نگار کادل روتا لیکن قلم ہنستا ہےمزاح نگاری کاپہلا بڑا اصول وہ جذبہ ہے جو مزاح کے پیچھے کارفرما ہوتا ہے۔وہ واقعات سے بھی مزاح پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ اُس کی ظرافت کا آرٹ الفاظ میں نہیں،واقعات میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ وہ مختلف وا قعات کو مہارت اور فنی چابک دستی سے اپنے مضامین میں سموتا ہے کہ یہ واقعات ناقابل فراموش بن جاتے ہیں۔ مزاح نگار مزاحیہ کرداروں کی مختلف 'حرکتیں' اس طرح پیش کرتا ہے کہ اس میں مزاح کا عنصر دکھائی دیتا ہے۔اس حوالے سے ڈاکٹر وزیر آغا کہتے ہیں:

> ''ہنسی نہ صرف افراد کو باہم مربوط ہونے کی ترغیب دیتی ہے
> بلکہ ہر اس فرد کو نشانۂ تمسخر بھی بناتی ہے جو سوسائٹی کے
> مروجہ قواعد و ضوابط سے انحراف کرتا ہے۔ چنانچہ مزاحیہ کردار
> صرف اس لیے مزاحیہ رنگ میں نظر آتا ہے کہ اس سے بعض
> ایسی حماقتیں سرزد ہوتی ہیں جن سے سوسائٹی کے دوسرے افراد
> محظوظ ہوتے ہیں۔''[۳]

ڈاکٹر وزیر آغا نے ہنسی کے حوالے سے بات کرتے ہوئے اس بات کی نشان دہی کی ہے کہ اس کے ذریعے افراد کو ایک دوسرے سے کیسے مربوط کیا جاسکتا ہے۔ اس ارتباط میں سماج میں پائے جانے والے بعض ایسے افراد کی مضحک تصویر کشی کی جاسکتی ہے جنھیں دیکھتے ہی مزاح کا عنصر در آئے۔ ایک مزاح نگار اپنے تخلیقی جوہر کے ذریعے معاشرتی ناہمواری اور بے اعتدالی کو مسکراہٹ میں تبدیل کرنے کا ہنر بخوبی جانتا ہے۔ وہ سماجی برائیوں پر بڑے خوبصورت اور شگفتہ انداز میں نکتہ چینی کرسکتا ہےکلیم الدین احمد نے لکھاہے۔:

> ''ہنسی عدِم تکمیل اور بے ڈھنگے پن کے احساس کا نتیجہ ہےجس
> دنیا میں ہم سانس لیتے ہیں وہ تکمیل سے خالی ہے۔انسان اور انسانی
> فطرت میں یہی ناتمامی ہے۔اس لیے ہنسی کے مواقع کی کمی
> نہیں۔''[۴]

اردو ادب میں بہت اعلیٰ اور وقیع درجے کا مزاح لکھا گیا ہے جوفنی حوالے سے ہی اہم نہیں بلکہ اسے عالمی ادب میں بھی بڑے اعزاز کے ساتھ رکھا جاسکتا ہے۔ شمس الرحمن فاروقی کہتے ہیں:

> ''اردو کا طنزیہ و مزاحیہ ادب، دنیا کے بہترین طنزیہ اور مزاحیہ ادب
> کے معیار کا ہے۔
> ہندوستان کی کسی اور زبان میں اس مرتبے کا طنزیہ و مزاحیہ ادب
> موجود نہیں ہے۔'' [۵]

خطۂ بہاول پور اُردو ادب کے حوالے سے ایک منفرد تشخص کا حامل ہے۔ یہاں کی علمی و ادبی تاریخ صدیوں پرانی ہےیہ خطہ برصغیر کے علمی ، تدریسی اور تمدنی مرکز کی حیثیت سے الگ پہچان اور تشخص رکھتا ہے۔ اوچ شریف، پتن منارا، سوئی وہار اور گنویری والا انتہائی اہمیت کے حامل ہیں جب کہ تاریخی عمارات اور دریا یہاں کی

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

عظمت کے امین ہیں۔ اُردو زبان و ادب کے حوالے سے اس دھرتی پر اوّلین نقوش ‘‘کنعان’’ میں ملتے ہیں۔ اس خطے میں اسلام کی آمد سے قبل ‘‘بدھ مت’’ کو فروغ حاصل تھا۔ اس دور کے کئی یادگار نشانات اب بھی موجود ہیں -:

> ’’چوتھی صدی ہجری میں گازرونیہ سلسلے کے ایک بزرگ حضرت صفی الدین گازرونی جو بابا اسحاق گازرونی کے بھانجے تھے یہاں تشریف لائے اور اس طرح برصغیر میں تصوف کی پہلی خانقاہ انہی کے دستِ مبارک سے اوچ میں قائم ہوئی۔’’[۶]

بہاول پورکی حدود میں واقع وادیٔ ہاکڑہ شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف تین سو میل کی مسافت پر واقع ہے جب کہ اس کی چوڑائی تقریباً پچاس میل ہے۔ وادیٔ ہاکڑہ تہذیب وثقافت کی شان دار علامت قرار دی جاتی تھی۔ تاہم جغرافیائی تغیر وتبدل کی بدولت دریاخشک ہوگیا اور اس وادی کے گردو پیش میں آباد بستیاں اُجڑ گئیں۔ یوں صحرائے چولستان وقوع پذیر ہوا۔ صدیق طاہر وادیٔ ہاکڑہ کی قدرومنزلت سے یوں آگا ہ کرتے ہیں:

> ’’یہی وہ دریا ہے جس کے پانیوں کی روانی اور شادابی کے لیے مقدس ویدوں میں دُعائیں موجود ہیں۔’’ [۷]

خطۂ بہاول پور میں اُردو نثر کا آغاز اسلام کی ترویج و اشاعت کے ساتھ نظر آتاہے۔ اس حوالے سے صوفیائے کرام کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ میر حسان الحیدری لکھتے ہیں:

> ’’مذہب ہماری نثر کا اہم ترین حوالہ ہے۔ اس کی ترویج و اشاعت میں علمائے کرام ، اولیاء اور مشائخ نے نمایاں کام کیا۔آٹھویں ، نویں صدی عیسوی میں اوچ شریف کو اہم شہر کی حیثیت حاصل تھی۔’’ [۸]

خطۂ بہاول پورکے غیر افسانوی ادب کا جائزہ لیا جائے تو اس حوالے سے ‘‘طنز ومزاح’’ نہایت اہمیت کی حاملصنفہے۔

> ‘‘The bodily fluids to which medieval medicine attributed the various typesof humantemperament, according to the predominance of each within the body.’’ [9]

اردو میں نثری ادب کے آغاز سے ہی مزاح نگاری کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ داستانوں میں ایسے جملے یا کردار مل جاتے ہیں جن کے اسلوب میں روانی ہے۔ اس صورتِ حال کو مکمل طور پر مزاح نگاری قرار نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ مزاح میں شعوری کوششوں کے ذریعے تحریر میں چاشنی پیدا کی جاتی ہے ۔مزاح نگاروں کی تحریروں میں شامل کردار ، واقعات، جملے اور حرکات و سکنات، ذہنی تناؤاور اُلجھنوں سے چھٹکارے کا باعث بنتےہیں۔دنیا کے ہر ادب میں طنز ومزاح اور شوخی و ظرافت کا رنگ کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

> ‘‘In modern usage ‘humour’ can mean ‘mood’ or ‘character’, but the word also denotes ,that which cause laughter.’’ [۱۰]

طنز نگارپختہ ادبی شعور کا حامل ہو تو پھر ہی وہ زبان و بیان پر مکمل دسترس رکھتے ہوئے معاشرتی اُتار چڑھاؤ کو خوب صورتی سے بیانکرسکتاہے۔ طنز اور مزاح اگرچہ نثر کی دو صورتیں ہیں تاہم رویوں اور مزاج کے لحاظ سے ان کے کئی رنگ ہیں یوں کہا جاسکتا ہے۔:

> ‘‘ طنز ومزاح کوئی باقاعدہ صنفِ ادب نہیں بلکہ ایک رجحان اور رویے کا نام ہے۔’’ [۱۱]

شفیق الرحمن [1]نے اپنی پُر تکلف تحریروں کے ذریعے اُردو ادب میں مزاح نگاری کےنئے اُفق سے روشناس کرایا۔ ان کی تحریروں میں خوشیاں، دکھ، رنج والم، احترامِ انسانیت اور مصائب میں مبتلا لوگوں کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ بدرجہ اُتم موجود ہے۔وہ معمولی واقعات کے ذریعے انسانی نفسیات کا گہرا مطالعہ پیش کرتے ہیں۔ شفیق الرحمن اُردو ادب سے گہری وابستگی رکھتے ہیں۔ ان کی تحریروں کو ادبی منظر نامے میں نقادوں نے اہم مقام سے نوازا ہے۔

اُردو ادب میں مزاح نگاری کے حوالے سے شفیق الرحمن بلند مقام و مرتبے پر فائز ہیں۔ ان کی تحریروں میں خالص مزاح کا انداز ملتاہے۔ ان کے جملوں کی ساخت خود بخود تحریر کا حصہ بن جاتی ہے۔ وہ طنز ومزاح میں جملے کی بناوٹ اور الفاظ کے انتخاب سے زیادہ خیالات کو فوقیت دیتے ہیں۔ شفیق الرحمن اپنے کردار وں کے ذریعے معاشرے کے ان لوگوں کو موضوع بناتے ہیں جو دوسروں کو چالاکی اور عیاری کی بدولت کامیاب کرانے کا سہرا اپنے سر باندھتے ہیں۔ شیطان کا شمار بھی ایسے ہی معاشرتی کرداروں میں کیا جاسکتاہے جن کی بدولت وہ افراد بھی کامیابقراردیئےجاتےہینجواسکےقطعاًمستحقنہینہوتے۔

اسحوالےسےایکدوستامجدکیناکامیونکاتذکرہکیاگیاہےجسپرشیطانبھیواضحموقفاختیارکرتےہوئےکہتاہے۔:

> ’’بھئی تمھاری مصیبتیں تو اتنی ہیں کہ ایکGuardian Angel تمھارا کام نہیں کرسکتا۔ تمھارے لیے تو فرشتوں کا سنڈیکیٹ بیٹھے گا۔’’ [۱۲]

شفیقالرحمنمزاحکےساتھساتھجسّسکیکیفیتبھیپیداکرتےہیں لفظونکیاُلٹپھیرجہانقاریمحظوظکرتی ہے،وہیں تجسّسکامادہبھیبرقراررہتاہے۔وہیکلختصورتِحالمینتبدیلیلےآتےہیں۔شفیقالرحمناپنےمختلفمضامینمینحسبِ

---

[1]شفیق الرحمن کو اُردو ادب میں بطور مزاح نگار ممتاز حیثیت حاصل ہے ۔ وہ ۹/ نومبر ۱۹۲۰ء کو روہتک کے نزدیکی قصبہ میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم بہاول پور سے حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۹۵۲ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں انہوں نے ایڈن برگ سے ۱۹۵۲ء میں ادویات اور صحتِ عامہ کے حوالے سے پوسٹ گریجویشن کی۔ شفیق الرحمن نے سکول میں ابتدائی تعلیم کے دوران ہی مزاحیہ کہانیاں لکھنا شروع کر دی تھیں۔ ان کی کہانیاں ادبی رسالہ ‘‘خیام’’میں چھپتی رہیں۔ شفیق الرحمن کی پہلی کتاب کیمین‘‘Kemien’’میڈیکل کالج میں داخلے سے قبل مکمل ہوچکی تھی۔

شفیق الرحمن نے بطور ڈاکٹر انڈین آرمی میں شمولیت اختیار کی۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران مختلف محاذوں پر خدمات انجام دیں۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستانی فوج میں شمولیت اختیار کی اورجنرل کے عہد ے تک پہنچے۔ انہوں نے ‘‘پاکستان اکیڈمی آف لیٹرز’’ میں چیئرمین کے طورپر فرائض انجام دیئے۔‘‘کرنیں’’ ، ‘‘شگوفے’’، ‘‘مدو جزر’’، ‘‘پچھتاوے’’، ‘‘حماقتیں’’، ‘‘مزید حماقتیں’’، ‘‘انسانی تماشا’’،‘‘دجلہ’’ اور ‘‘دریچے’’ میں شفیق الرحمن کے طنز کا انداز بے ساختگی پر مبنی ہے۔ ان کے یادگار کرداروں میں رضیہ، شیطان، حکومت آپا، مقصود گھوڑا، ننھا اور دیگر شامل ہیں۔ حکومتِ پاکستان نے ان کی وفات کے بعد علمی و ادبی خدمات کے پیشِ نظر انہیں ‘‘ہلالِ امتیاز’’سے نوازا۔

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

روایتمزاحکےذریعےاسلفظکےمعانیومفہومسےآگاہکرتےہیں اور حالاتوواقعاتکارخیکسرموڑدیتےہیں۔ کہانیانتہائیدلچسپانداز میںآگےبڑھتیہے۔وہصورتِحالکوپیچیدگیکیجانبلےکرنہیںجاتےبلکہآسانلفظونمیںشگفتگیپیداکرتےہیں۔:

''

فاسٹباؤلروہانسانہےجووکٹونسےبیسپچیسقدمدورسےیکلختدوڑناشروعکردیتاہےاوروکٹونکےپاسآکراسکیحالتقابلرحماورصورتقابلِدیدہوجاتیہے...... فاسٹباؤلرکواسوقتبھیاستعمالکیاجاسکتاہےجبکوئیکھلاڑیاڑجانےاورآؤٹہونےکانامنہلے۔'' [۱۳]

شفیقالرحمنواقعاتکیجائےکرداری نگاری سےپُرلطفانداز اختیارکرتےہیں۔
''تزکِنادریعرفسیاحتنامۂہند'' میںہندوستانکےسابقشہنشاہنادرشاہکیطرفسےمرتبکیےگئےسیاحتنامےکاحوالہشاملہےجسکانادرشاہبرملااظہارکرتےہیںکہوہہندوستانمیںاپنیدوردرازکیپھوپھیسےملنےگئےتھے۔
انکامقصدحملہکرنانہیںتھاتاہمراستےمیںانہیںخیالآیاکہحملہکردیناچاہیے۔اسیطرحتختطاؤساورکوہِنوربھیرنگیلاشاہنےمنتسماجتکرکےانہیںدیاجبکہنادرشاہلوگونکےرویےپرحیرتزدہہیںکہانہیںتنقیدکانشانہبناکریہثابتکیاجارہاہےکہوہتباہیوبربادیکےذمہدارہیں۔وہأسیکابلسےناچاقیکونہایتدلچسپانداز میںبیانکیاگیاہے۔
طنزومزاحکوبذلہسنجیاورظرافتکانامدیاگیاہے۔ مزاحکےبےشماراسالیبمیںحدکاتعینکرنانہایتمشکلامرہے۔
اُردومیںطنزومزاحکےعلاوہ''طنزوظرافت''کیاصطلاحرائجہے۔

''اسفضاکوجسادیبنےگزشتہساٹھبرسکےدورانسبکقلمیسےپھولونکیخوشبواورمسکراہٹونکیتابانیعطاکیوہشفیقالرحمنتھے۔'' [۱۴]

شفیقالرحمنہندوستانکیمختلفبرائیوناورفساداتکواسطرحبیانکرتےہیںکہتاریخیسچائیانمزاحکےرنگمیںڈھلجاتیہیں۔ نادرشاہکےحملونکیوجوہاتانتہائیعاماوربےضررہیں۔
وہکیفیاتکابرملااظہارکرکےتاریخیسچائیونکومزاحسےتبدیلکردیتےہیں۔
طنزومزاحکییہکیفیتاحساسدلاتیہےکہبادشاہکارویلوگونمیںجسطرحرُعبودبدبےکیعلامتسمجھاجاتاہےدرحقیقتاسکردارکےقولوفعلکوبدلدینےسےانتہائیمضحکہخیزصورتاختیارکرلیتاہے۔

شفیقالرحمنموجودہدورمیںسیاسیطریقہکارکوماضیکےجھرونکونمیںاسقدرمربوطاندازسےبیانکرتےہیںکہیہواقعاتدلچسپحقائقمحسوسہوتےہیں۔مزاحکوشکستذاتکاردعملقراردیاجاتاہےتاہمشفیقالرحمنتاریخیواقعاتکےذریعےہندوستانکےحالاتکااجتماعیطورپراسانداز میںمذاقاُڑاتےہیںکہطنزکیہلکیسیجھلکبھیاثراندازہوتیہے۔
وہحملےکیصورتِحالبھیمضحکہخیزانداز میںبیانکرتےہیںجسمیںنادرشاہاپنےپختہعزائمکاحوالہدیتاہےکہوہدشمنکونوچڈالےگاتاہمجبوہخیبرتکپہنچاتومعاملہمحضکشتیلڑنےتکمحدودہوگیااورپھرحملہنہکرنےکیوجہیونبیانکی:-

''یہانکیآبوہواکواسدرجہسکونپروراورباشندونکواسحدتکبااخلاق،وضعدار،نحیفونزارپاپاکہدنبھرقیلولہکرنےاوریارلوگونسےگپیںاُڑانےکاشغلاختیارکرلیاہے۔
یہانکیآبوہواکااثرنہایتصلحجویانہہے۔یہخونکوٹھنڈاکرتیہے۔
ابہمسوچتےہیںکہدشمننےہماراکیابگاڑاہے۔مفتکیلڑائیبھڑائیسےآخرفائدہ۔'' [۱۵]

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

نادر شاہکا تخلیقشدہ کردار اسحقیقتسے کوسوں دور ہے جو تاریخکا حصہتھی۔
شفیقالرحمناسنادر شاہکو امنپسند، صلحجو اور معاملہفہمکے طور پر اُجاگر کرتے ہیں۔ وہ ''
تزکنادری ''کیطرز پر اسقدر عمدہ منظر کشیکرتے ہوئے دِلّیکے حالاتاور نادر شاہکے قیامکیعکاسیکرتے ہینکہنف
سمضمونجابجامسکراہٹبکھیرتے ہوئے آگے بڑھتاہے۔ قاریقدیمو جدیددور کے حسینامتزاجمینکھو جاتاہے۔

شفیقالرحمنخودکو ''نادر شاہ'' قرار دیتے ہوئے ایسے شہنشاہکاروپدھار لیتے ہینجو حملہآور ہونے کے باوجودنہ
صرفکمزور دلشخصیتکامالکہے بلکہاسکیاپنیگزر بسر بھیتنگیکاشکار ہے۔
وہحملےکیوجوہاتبیانکرنے سے عاریہے۔
ملکیامور میناسکیکارکردگیآجکے حالاتکیعکاسہے۔دلچسپصورتِحالسے مزینتاریخیواقعاتکاجسطرحمزاحس
ے بھر پور تذکرہکیاگیاہے۔شفیقالرحمنکااسلوبسادہاوررو انیپر مبنیہے۔
شگفتگیاور تازگیکاعنصر جابجانظر آتاہے۔:

''ہنسنا،ہنساناجسکاادبینامطنزومزاحیاشوخیوظرافتہے۔ آدمیکاجبلیعملہے۔'' [۱۶]

''

ملکیپرندے اور دوسرے جانور ''مینشفیقالرحمنکوّا، بلبل، بھینس، اُلّو اور بلیکے بارے میناآگاہکرتے ہیں۔جانورکوا
نسانینقطۂنظر سے اسانداز میںبیانکرناکہگویاانکیذہنیوجسمانیعاداتکاپتالگایاجاسکے، ایکنہایتمشکلامر ہے۔تاہم
شفیقالرحمناسقدر برجستگیسے وضاحتبیانکرتے ہینکہانکیحقیقیخاصیتینمزاحکے پیرائے مینقاریکولطفاندوزک
رتیہیں۔:

''مزاحبہتبلیغاوربامعنیلفظہے۔ طنزومزاحکیتمامشاخیناسیسے پھوٹتیہیں۔'' [۱۷]

''دریچے''مینغ۔
بیابانینامیشاعرکاانٹرویوشاملہے جسمینشاعرکیشخصیتاورشاعرانہمقاموِمرتبےکوبڑھاچڑھاکربیانکیاگیاہے۔
تاہمشاعرکاعکسانہینغیرادبیشخصیتکے طور پر اُبھارتاہے۔
شفیقالرحمنفکرتونسویکے طنزومزاحکاتجزیہکرتے ہوئے '' فکر نامہ''
کوزندگیکیانناکامیونپر مشتملکتابقراردیتے ہینجو انسانکیاپنیکوتاہیونکانتیجہہے۔ فکرتونسویاپنیکتاب''
فکرنامہ'' مینایکجگہلکھتے ہیں۔:

''ہماریآبائیجائیداددوکمرونوالاایکمکانہے جوہمنےکرائے پرلے رکھاہےیاپھر والد
محترمکےقبضے مینایکبہیکھاتہہے جسمیندرجہےکہہمارےخاندانکےپاسڈیڑھسو
ایکڑزمینہے جسپر آجکلایکدریابہہرہاہے۔
والدمحترمگزشتہگیارہبرسسے اسدریاکےسوکھنےکاانتظارکررہے ہیں۔'' [۱۸]

شفیقالرحمنمنفردکرداروں،واقعاتاورکیفیاتکوایکدوسرے میناسطرحپیوستکردیتے ہینکہانہیناالگنہینکیاجاسکتا۔
مضحکہخیزناموںکیتشکیلآسانکامنہیں۔
انہینسمجھنے کے لیے تاریخیوتہذیبیپسمنظرکے علاوہزباندانیپرعبوررکھنابھیازحدضروریہے۔
شفیقالرحمنکےکردارونکاجائزہلینتوانمینتخلیقیذہنکیپیداواراورکمالبصیرتنظرآتیہے،جیسےشیطان،حکومتآپا
،ننھا،مقصودگھوڑا،رضیہ،ججصاحباوربیگمصاحبہقاریکومحظوظکرتے ہیں۔اُردوادبمینشفیقالرحمنکیشگفتہ
تحریرینہمیشہاپنےگہرےاثراتمرتبکرینگی۔

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

محمد خالد اختر[2] کا شمار بہاول پور کے نامور ادیب کے طور پر ہوتا ہے۔وہ کئیجہاتکےمالکہیں ۔انہوں نے ناول، افسانے ، مضامین ، سفر نامے اور طنزو مزاح میں خود کو منوایا۔ طنزومزاحکےحوالےسے محمدخالداختر افسانویلبولہجہاختیارکرلیتے ہینیہیوجہہےکہانکےکردارونسےکہانیکاپلاٹ بنتاہے۔ بظاہرگردوپیشپائےجانےوالےمزاحسےبھرپورکردارایکالگزاویےسےنظرآتےہیں۔ خالداخترکےکردارحقائقسےمقابلےکیفضاپیداکرتےہیں۔ انکاطنزومزاحپرمبنیناول‘‘بیسسوگیارہ’’شائعہواجسمینچندمقالاتاورخاکےموضوعاتیحوالےسےتنوعاوررنگارنگیپرمشتملہیں۔ اسحوالےسے‘‘چچاعبدالباقی’’اوربھتیجے‘‘بختیارخلجی’’کاکرداربےپناہشہرترکھتاہے۔بقول محمد خالد اختر:

> ‘‘چچا عبدالباقی کا ٹائپ میرے پاس پہلے سے موجود تھا۔
> وہ میرے والد صاحب کے دوست تھے۔ان کو بعد میں کسی نے بتایا
> کہ چچا عبد الباقی کا کردار آپ ہی کا ہے۔اس کے بعد وہ مجھ سے
> سخت ناراض ہو گئے۔’’[۱۹]

محمدخالداخترطنزومزاحسےبھرپورانداز مینمعاشرتیرویونکیعکاسیکرتےہیں۔ روزمرہزندگیمینایسےبےشمارکردارنظرآتےہینجوعاقبتاندیشنہینہوتے۔ ایسےکردارونسےپردہچاککیاگیاہےجوایکنقصانسےسبقحاصلکرنےکیبجائےمزیداسیطرزکیغلطیانکرکےشرمندہنہینہوتے۔عبدالباقیبھیایساہیکردارہےجولوگونکواپنیلچھےدارباتونسےلبھاناجانتاہےتاہموہکاروباریمعاملاتسےواقفیتنہینرکھتا۔ لہٰذاہرقدمپرخسارہاُٹھانےکےباوجوداسےسبقحاصلنہینہوتابلکہوہنتنئےتجرباتہربار اساُمیدپرکرتاہےکہاسےدوگنامنافعہوگا۔ ‘‘چچاعبدالباقی’’ مچھلیوں کی فروخت اس انداز میں کرتے ہیں:

> ‘‘چارسوبیسروپےصاحبان۔
> چارسوبیسبحیرہٗعربکیخوبصورت،ستھریچارٹنمچھلیکےلیےصرفچارسوروپے۔
> آیئےصاحبان۔ وہیلمچھلیجتنیبڑیبڑیمچھلی۔چچابسراپانیلامکرنےوالاتھا۔ ’’ [۲۰]

---

[2] محمد خالد اختر ۲۱/جنوری ۱۹۱۹ء کو بہاول پور کی تحصیل لیاقت پور کے قصبے اللہ آباد میں پیدا ہوئے۔اُن کے والد مولوی اختر علی بہاول پور میں نائب تحصیل دار تھے۔ محمد خالد اختر نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبے اللہ آباد سے حاصل کی جب کہ ۱۹۳۴ء میں صادق ڈین ہائی سکول بہاول پور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ انہوں نے ۱۹۳۸ء میں صادق ایجرٹن کالج بہاول پور سے گریجویشن کی تعلیم مکمل کی۔ مشہور مزاح نگار شفیق الرحمن اُن کے کلاس فیلو جب کہ احمد ندیم قاسمی سینئر تھے۔ان تینوں شخصیات کے مابین دوستی کا رشتہ تا عمر قائم رہا۔ محمد خالد اختر نے ۱۹۴۵ء میں پنجاب کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میں الیکٹرک انجینئرنگ میں بی ایس سی کی ڈگری حاصل کی جب کہ ۱۹۴۶ء میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے انگلینڈ چلے گئے اور ۱۹۴۸ء میں پاکستان واپس آئے۔ محمد خالد اختر نے ۱۹۵۲ء میں محکمہ واپڈا کی ملازمت اختیار کی اور ۱۹۸۰ء میں اسی محکمے سے ریٹائر ہوئے۔ انہیں دورانِ تعلیم لکھنے کا شوق پیدا ہوا ۔ ۱۹۳۵ء میں بہاول پور کے ادبی مجلے ‘‘نخلستانِ ادب’’ میں اُن کے انگریزی مضامین شائع ہوئے۔ ان کی اہم تصانیف میں‘‘چاکی واڑہ میں وصال’’ (آدم جی ادبی ایوارڈ یافتہ)، ‘‘کھویا ہوا اُفق’’ (آدم جی ادبی ایوارڈ یافتہ)،‘‘بیس سو گیارہ ’’(طنز ومزاح)،‘‘چاچا عبدالباقی’’(طنز ومزاح)،‘‘یاترا ’’(سفرنامہ) ،‘‘ابن جبیر کا سفرنامہ ’’،‘‘لالٹیناور دوسری کہانیاں ’’شامل ہیں۔
محمد خالد اختر ۲/ فروری ۲۰۰۲ء کو دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

محمدخالداخترکاانداِزتحریرشوخیوظرافتپرمبنیہے۔
آسانانداز مینجانوروںکیحرکاتوسکناتکوموضوعبنایاگیاہے۔ انکیتحریربرجستگیپرمبنیہے۔
وہمزاحسےبھرپورانداز مینکوئیپیغامنہیںدیتےبلکہایسیصورتِحالپیداکردیتےہینکہقاریخودہینتائجاخذکرلیتاہے۔
محمدخالداخترنےطنزومزاحمینفطرتکےحوالےسےاہممعاملاتسےپردہاُٹھایاہے۔
انکےجملونمینتصنعیابناوٹنہینبلکہوہانتہائیمضحکہخیزصورتِحالپیشکرکےاسکانتیجہاپنےپڑھنےوالونکیذہنیا ستطاعتپرچھوڑدیاجاتاہے۔محمدخالداخترکےہاںدھیمےلہجےکاطنزپایاجاتاہے۔
وہعامجملونسےمزاحکیکیفیتپیداکردیتےہیں۔بلاشبہیہکہاجاسکتاہےکہ:

‘‘ ہنسیغمغلطکرنےکادوسرانامہے۔’’ [۲۱]

انسانینفسیاتکوکردارکیصورتمینبیانکرنامشکلامرہےجبکہمحمدخالداخترمینیہخوبیبدرجہاتمموجودہےکہانک ےکردارزندگیکےقریباورفطرتکےعینمطابقنظرآتےہیں۔یہیوجہہےکہانکیمزاحیہتحریرونمینفنیپختگینمایانہ ے۔ محمدخالداختراسطرحکاماحولبنادیتےہینکہانکیتحریرونمینشگفتگیاورتازگیبرقراررہتیہے۔

طنز و مزاح کے حوالے سےخطۂ بہاول پور کا ایک اور اہم نام ابن الامام شفتر[3]کاہے، ان کا طنزومزاح پر مبنی مجموعہ‘‘واہاورآہ’’معاشرتیموضوعاتکاخارجیاظہارقراردیاجاسکتاہے۔ اسکتابکانام‘‘ آہوفغاں’’رکھاگیاتھاتاہمبعدمینانہوںنےیہنامتبدیلکردیا۔

ابنالامامشفترکےمضامینمیننوجوانںسلکیبےراہروی،غاصبقوتونکےخلافردعملاورافداروروایاتسےدوریکا عنصرملتاہے۔
محاورونکابےتحاشااستعمالبعضاوقاتتحریرونمینبوجھلپنپیداکردیتاہے۔مجموعیلحاظسےدیکھاجائےتوسنجیدگ یاورمتانتکےحاملموضوعاتکوہلکےپھلکےاندازمینکہانیکارنگدیناایکمشکلامرہے۔
ابنامامشفترنےاسحوالےسےزبانکیسادگیوسلاستکوملحوظخاطررکھاہے۔
وہاپنیتحریرونمیننناپسندیدہصورتِحالکونہایتدلکشیسےبیانکرتےہیں۔
زندگیکیناہمواریوناوراُتارچڑھاؤکواساندازمینبیانکرناکہقاریخودکواسیصورتِحالکاحصہسمجھےیقیناایکمشک لمرحلہہے۔
تاہمابنالامامشفترکےاسلوبمینروانیاورشگفتگیکابھرپورتاثرملتاہے۔وہاپنےمزاحیہمضمون‘‘مچھرکانفرنس’’ مینشہرکیکارپوریشنکےبارےمیناگاہکرتےہینجومچھرونکوختمکرنےکےلیےمنصوبہبناتیہےجبکہاسمعاملہ ےکوصیغہرازمینرکھنےکیبجائےاخبارمینشائعکرادیاگیا۔ابنالامامشفتربحثمباحثےکےذریعےخودکوبےباکثابت کرنےکیکوششکرتےہیںتاہممچھرواضحطورپراپناموقفبیانکرتاہے:

‘‘

ہملوگایککانفرنسمنعقدکررہےہینجسمینتمہاریشمولیتہمارےلیےازحدضروریہے۔ہمچاہتہ

[3]ابنالامامشفتر کا اصل نام ‘‘سیّد انعام علی رضا’’ ہے ۔وہ۳۱/ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو احمد پور شرقیہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بحیثیت انجینئر اپنی خدمات انجام دیں۔ انہوں نے اپنے والد کی نسبت سے ‘‘ابن الامام’’ نام رکھا جب کہ تخلص ‘‘شفتر’’ رکھا گیا جو سرائیکی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مفہوم ششدر،مبہوت ، پریشان اور ہکا بکا ہے۔ان کی اہم تصانیف میں ‘‘اری گیشن ہینڈ بک’’ (اُردو) ،‘‘ڈسکیاں تے ٹھکارے’’(سرائیکی نثر)،‘‘تفادات’’(اُردو نثر)،‘‘عبادت کیوں ضروری ہے’’،اور ‘‘واہ اور آہ’’(طنز و مزاح) شامل ہیں۔

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

ےہینکہاسکانفرنسکیرودادا خباراتمینشائعہوتاکہہمارےدشمنونکوہماریجوابیکارروائیکا
پتاچلجائے۔'' [۲۲]

بظاہربےضررنظرآنےوالےمچھراپنیطاقتکےبلبوتےپرانسانونمینبیماریونکاسبببنتےہینتاہمانساناسمعاملےمیں
نغافلرہتاہے۔
سستیادویاتاورسہلپسندیکیدولتوبےشمارطریقےاسطرحڈھونڈنکالتاہےکہجسمینبھاگدوڑشاملنہہو۔مچھرکانفر
نسمینایسےعناصرکینشاندہیکیگئیہے۔

'' مزاحکےبرعکسطنزمیننشتریتکاپہلوضرورغالبرہتاہے۔'' [۲۳]

ابنالامامشفتربنیادیطورپرطنزکےپیرائےمینانسانونکیہوس،بدنیتیاورتشہیرکیعادتکےعلاوہدشمنعناصرکومو
ضوعبناتےہوئےچوکناکرتےہینکہانہینکبھیبھیکمزوراوربےبسنہینسمجھناچاہیےکیونکہجبشرپسندعناصریک
جاہونتوپھربشریکمزوریونسےبھرپورفائدہحاصلکرتےہیں۔ابنالامامشفتراسانٹرویوکےذریعےانسانکےظاہر
وباطنکےمختلفہونےکیدلیلپیشکرتےہیں۔ انسانبنیادیطورپرخودغرضکہلایاجاتاہے۔
وہصرفاپنےمفاداتکومدنظررکھتاہےجبکہدوسرونکےساتھبھلائیکرتےہوئےکتراتاہے۔وہانسانکےبظاہراچھا
ہونےکےپسپردہانعیوبسےپردہاُٹھاتےہینجودرحقیقتاسکیشخصیتسازیکااصلمحرکہیں۔سادہاورآسانانداز میںفط
ریبرائیونکواُجاگرکیاگیاہےجوظاہریلبادےمینچھپیہوئیہیں۔یہمضمونجابجاطنزکےنشترچبھوتےہوئےانسانکی
حقیقیتصویرکشیکرتاہے۔جابجامحاورونکااستعمالغیرضرورینظرآتاہے۔ مزاحیہ مضمون
''جوہمپہگزری'' میں وہ
پنڈالکیصورتِحالسےآگاہکرتےہینجہانمشاعرےمینباریباریمختلفشعراءکومدعوکیاگیااوررجبان
کیباریآئیتوانہینمائیککےسامنےدفعتاًیہاحساسہواکہوہاپنینظمساتھنہیںلائے،یہصورتِحالپطرسبخاریکےمضمو
ن''مریدپورکےپیر''سےملتیجلتینظرآتیہےتاہمکوششکےباوجودابنالامامشفتراسمینمزاحپیدانہینکرسکے۔
''مقابلہمزاحنگاراں'' میںابن
الامامشفترمزاحنگارونکےمابینمقابلےکیصورتِحالبیانکرتےہینجسمینہرطرفمیلےکاسماںہےاورملککےنامو
رمزاحنگارمختلفقطارونمینبیٹھےہوتےہیں۔ مقابلےکاطریقۂ
کارمنتخبنہہونےکیوجہسےصورتِحالپیچیدہہوگئی۔
اسموقعپرایکپہلوواننےکہاکہسبلوگڈنٹرپیلناشروعکردینجوزیادہڈنٹرپیلےگاوہفاتحکہلائےگا۔سبمزاحنگارلنگوٹ
کسکرڈنٹرپیلنےلگےاسدورانآپسمینبھیگتھمگتھاہوئے۔
بنیادیطورپریہتحریرمزاحکیبجائےجھنجھلاہٹکاشکارنظرآتیہےاوریہمضمونخالصمزاحکوبیانکرنےمیںناکام
نظرآتاہے۔
طنزومزاحپرمشتملخواجہ
طاہرمحمودکوریجہ[4]کیکتاب''شوخیونکےسلسلے''مختلفطرحکےلطائفاورمزاحیہمضامینپرمشتملہے۔

---

[4]خواجہ طاہر محمود کوریجہ ۸/ اگست ۱۹۴۲ء کو شیدانی شریف تحصیل لیاقت پور میں پیدا ہوئے۔ان کے والد حضرت خواجہ غلام غوث اعلیٰ درجے کے طبیب تھے اور حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے خاندان میں سے تھے۔طاہر محمود کوریجہ نے ابتدائی تعلیم شیدانی شریف سے حاصل کی۔ ۱۹۵۸ء میں میٹرک اور پھر ایف۔اے کی تعلیم مکمل کی۔ انہیں بچپن سے ہی کتاب بینی سے گہرا لگاؤ رہا ۔ طاہر محمود کوریجہ کی ذاتی لائبریری میں ہزاروں نادر کتابیں،

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

یہکتابدو حصونپر مبنیہے۔
پہلاحصہاسلامیو اقعاتپر محیطہے جسمیںانہو ننے انتہائیمحنتاو رجانفشانیسے اسلامکے انتاریخیو اقعاتکو بیانکیاگ یاہے جبکہدو سر ےحصے میںبادشاہاو رشاعر حضر اتشاملہیں۔ بقولڈاکٹر وزیر آغا:

''
انہو ننے بڑیمحنتاو رعرقریزیسے نہصر فاکابرینکیبذلہسنجیکے حامللطائفکو جمعکیاہے بلک
اپنے زمانے کے ادباءاور شعراءکیخو شطبعیکو اُجاگر کرنے و الے لطائفو ظرائفکو بھییکجاک رنے کامشکلکامانجامدیاہے۔ '' [۲۴]

طاہر محمو دکو ریجہعہدِ حاضر کیصو رتِحالاو رماضیکے حالاتو و اقعاتمیںتبدیلیکے حو الے سے آگاہکرتے ہیںکہا نسانکیمزاحسے و ابستگیفطریچیز ہے لیکنو ہتذلیلکو ناپسندیدہعملقرار دےکر طنزو مزاحپر مشتملمختلفطرحکیکیف یتو نکو و اضحکرتے ہیںجو انسانکو نفسیاتیاُلجھنو نمیںمبتلاکرنے کیبجائے تفریحکاباعثبنتیہیں۔
طنزو مزاحکے حوالے سے خطۂبہاو لپورکاایکاو رمعتبر نامسہیلاختر[5]کاہے۔انکی طنز و مزاح پر مبنی
کتاب''طرفہتماشا''کے عنوانسے شائعہوئی۔سہیلاختر ،علامہز مانکے کردارسے متعارفکراتے ہوئے معاشر ےکے انلوگو نکاذکرکرتے ہیںجو خو دکو ناقابلتسخیر سمجھلیتے ہیں۔
ایسے لو گاصلاحلینااو رمشو رہکرنااپنیتو ہینسمجھتے ہیں۔
یہیو جہہے کہانکردارو نکو زیرکنظرسے دیکھنے و الے اپنیتحریرو نمیںمزاحکے طو رپر شاملکرتے ہیں۔

سہیلاختر ،علامہز مانکیشہر تسنکر ایکمشاعر ےمیںملاقاتکرتے ہیںو ہ،علامہز مانکیغزلو نمیںمو جو دخامیو نکو ط نزو مزاحکے پیرائے میںبیانکرتے ہیں۔
غزلکیزبانو بیان،ہیئت،تخیل،مفہو ماو ر ابلاغکے بار ےمیںلکھتے ہیںکہیہسبایکدو سر ےسے ہاتھاپائیمیںمصرو فن ظرآتیہیں۔ علامہز مانکاکلامٹو ٹے پھو ٹے لفظو نکامجمو عہقرار دیاجاسکتاہے۔

سہیلاختر علامہز مانکیرنگارنگشخصیتکو انتہائیمزاحیہانداز میںاُجاگر کرتے ہو ئے اسباتپر افسر دہدکھائیدیتے ہیںک ہعلامہز مانپطرسکے عہدمیںلکھناشرو عکرتے تو مرزاجیکیسائیکلکیبجائے علامہز مانکیشخصیتپطر سبخاریک ے لیے باعثکششہو تی۔ و ہعلامہز مانکے بار ےمیںلکھتے ہیں۔:

معلوماتی اور ترایخی صحیفے و جرائد موجود ہیں۔وہ کوریجہ گولف کلب کے سینئر وائس پریذیڈنٹ رہے جب کہ مجلس عاملہ کے رکن اور آرٹ کونسل سے بھی منسلک رہے۔ طاہر محمود کوریجہ سیاست سے وابستہ رہے۔ طاہر محمود کوریجہ کی کتابیں " تاریخ کے جھروکوں میں "، ''نوادرات''، ''عظیم شخصیات کے آخری لمحات''،'' خواجہ فرید اور اُن کا خاندان''،''شوخیوں کے سلسلے'' اور'' شہر دوستاں'' کے عنوان سے شائع ہوچکی ہیں۔

[5] سہیلاخترپوسٹ گریجو یٹ کالج بہاول پور میں پرنسپل کے عہدے پر مامور رہےشاعر ، افسانہ نگار اور مترجم ہونے کے علاوہ انھوں نے طنز و مزاح کے حوالے سے بھی خود کو منوایا۔

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

‘‘

علامہزماننےنثرکیبانکیناریکواپنیآغوشکمالمینلےکراسبُریطرحبھینچاہےکہاسکیہڈیپسلیایککردیہے۔’’ [۲۵]

طنزومزاحدراصللطیفجذباتکےاظہاربیانپرمشتملہوتاہے۔سہیلاختر،علامہکےکردارکومرکزیحیثیتدیتےہوئےمعاشرتیرویوناورمضحکہخیزصورتِحالسےآگاہکرتےہیں:

‘‘ سنجیدہباتینمزاحہیمزاحمینکہیجاسکتیہیں۔’’ [۲۶]

سہیلاخترنے‘‘علامہصاحب’’کےکردارکواسقدردلچسپاندازسےبیانکیاہےکہانکابھرپورسراپاقاریکےسامنےآجاتاہے۔
علامہزمانکےکردارکونمایانکرتےہوئےسہیلاخترہمارےمعاشرےمینموجودایسےافرادکیتصویرکشیکرتےہینجوتخلیقیصلاحیتونپرعبورنہرکھنےکےباوجوداسغلطفہمیمینمبتلارہتےہینکہانمینقدرتیصلاحیتینبدرجہاُتمموجودہیں۔ یہیصورتِحال‘‘طرفہتماشا’’مینبھیجابجانظرآتیہے۔
علامہزمانخودکوبڑاادیبثابتکرنےکےلیےجسطرحایڑیچوٹیکازورلگاتے۔بلاشبہیہکاوشنہصرفطنزومزاحکاحسینامتزاجہے۔
خطۂ بہاول پور نوابین کی سرزمین ہے، انھوں نے اپنے دور حکومت میں جہاں اس شہر کی خوبصورتی کو فوقیت دی وہیں علمی و ادبی حوالے سے بھی ان کی کوششوں کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، یہی وجہ ہے کہ یہ خطہ آج بھی نہ صرف اپنی تہذیب و ثقافت کو بدلتے وقت کی گرد کے باوجود نہ صرف سنبھالے ہوئے ہے بلکہ اس پر نازاں بھی ہے۔ بلاشبہ جو قومیں اپنے شاندار ماضی کو فراموش کر دیتی ہیں ،ان کا مستقبل تاریکی کا شکار ہو جاتا ہے۔

خطۂبہاولپورکےمزاحنگارونکامجموعیطورپرجائزہلیاجائےتوشفیقالرحمناورمحمدخالداخترکاناسرفہرستہے،اندونوں مزاح
نگارونکونہصرفبہاولپوربلکہاردوادبمینبھیبلندمقامحاصلہےجبکہابنالاماشفتر،سہیلاختراورسیدمیرظفرزیدیمزاحکےاسمعیارتکنہپہنچسکے،اسکیایکوجہتویہقراردیجاسکتیہےکہمحمدخالداختراورشفیقالرحمننےاپنیملازمتکیوجہسےزندگیکابیشترحصہبڑےشہرونمینگزارا۔دیگرادباءسےمیلملاقاتاورادبیسرگرمیونمینشرکتکیبدولتانکےہانمزاحکامعیاربڑھتاچلاگیا
جبکہیہانکےمقامیطنزومزاحنگارونمینتخلیقیصلاحیتونکےباوجودموضوعاتمینتنوعاوررنگارنگیمینکمیدکھائیدیتیہے۔
تاہمدیگرطنزومزاحنگارونکیتحریریناعلیٰپیمانےپرمشتملنہسہیلیکنانمینکئیموقعونپرایسیچنگاریاندبیہوئیضرورملتیہینجوقاریکوبےساختہمسکرانےپرمجبورکردیتیہیں۔
مختلفاخباراتورسائلمینشائعہونےوالےطنزومزاحپرمبنیمضامیننگارمینحکیمسیّدمیرظفرزیدی،خالدخلیلسید،قدرتاللہشہزاد،انیلاکوثراورجمشیداحمدکےنامابمیتکےحاملہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ طنز و مزاح کے حوالے سے اس خطے کے متذکرہ بالا تخلیق کاروں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور ایک ایسی صنف ادب کو ثروت مند کیا جو دیگر اصناف میں کسی حد تک مشکل ہے۔ان کے متون کی قرات سے بخوبی

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

اندازہ لگایا جا سکتا ہےکہ تخلیقی وفور کسی بڑے مرکز یا کسی نام کا محتاج نہیں ہوتا؛ یہ کسی بھی خطے اور کسی بھی شخص کے حصے میں آ سکتا ہے اور کچھ ایسا ہی منظر نامہ خطۂ بہاول پور کے مزاح نگاروں کا تشکیل کردہ ہےجو کسی اعزاز سے کم نہیں۔

حوالہ جات

۱۔عنبر بہرائچی، سنسکرت شعریات(لکھنؤ: یونائیٹڈ بلاک پرنٹرس، ۹۹۹۱ء)، ص۷۶

۲۔ایضاً، ص۹۶،۸۶

۳۔وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو ادب میں طنزومزاح(لاہور: مکتبہٴ عالیہ، ۳۹۹۱ء)، ص۷۲

۴۔احمد، کلیم الدین،اردو ادب میں طنزومزاح (مشمولہ مضمون)طنز ومزاح (تاریخ۔تنقید۔ انتخاب) ترتیب و تہذیب از ڈاکٹرطاہرتونسوی،(لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،۹۸۹۱ء)،ص:۵۳

۵۔فاروقی، شمس الرحمن، ماہنامہ شگوفہ، (حیدر آباد دکن، جون ۵۸۹۱ء)، ص۰۴۳

٦۔مسعود حسن شہاب، ’’بہاول پور میں اُردو‘‘(بہاول پور:اُردو اکیڈمی، ۱۹۸۳ء)،ص:۲۶۔

۷۔صدیق طاہر، ’’وادیٔ ہاکڑہ اور اُس کے آثار‘‘(بہاول پور :اُردو اکیڈمی، ، جلد دوم، ۱۹۹۳ء)،ص:۹۔

۸۔محمد اشرف گورگانی ،مرزا/محمد دین ،مولوی، ’’صادق التواریخ‘‘،(ملتان :بزمِ ثقافت، ۱۸۹۹ء)،ص:۱۰۔

9- Chris Baldick , Oxford Dictionary of literary Terms (England:oxford university press,4th edition ۲۰۱۵), page no ۱۷۱.

10-Martin gray, A Dictionary of Literary terms, (Longman,2nd edition,1998) page no 140.

۱۱۔اشفاق احمد ورک،ڈاکٹر، ’’اردو نثر میں طنز ومزاح ‘‘،ص:۴۳

۱۲۔شفیق الرحمن، ’’حماقتیں‘‘ (لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء)،ص:۶۸

۱۳۔شفیق الرحمن، ’’کرنیں‘‘ (لاہور: غالب پبلشرز، طبع اوّل، ستمبر ۱۹۸۰ء)،ص: ۶۱

۱۴۔انور سدید، ڈاکٹر، ’’اردو نثر کے چند مزاح نگار‘‘(اسلام آباد :دوست پبلی کیشنز ، ۲۰۱۲ء)،ص:۱۵

۱۵۔شفیق الرحمن، ’’مجموعہ شفیق الرحمن‘‘(لاہور :سنگِ میل پبلی کیشنز ، ۲۰۰۸ء)،ص:۱۱۵

۱۶۔فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، ’’اردو کی ظریفانہ شاعری‘‘(لاہور:فیروز سنز،۱۹۸۸ء)،ص:۱۴

۱۷۔ظفر عالم ظفری، ڈاکٹر، ’’اُردو صحافت میں طنز ومزاح‘‘(لاہور: فیروز سنز، ۱۹۹۴ء)،ص:۱۸

ISSN- 2394-5125 VOL 8, ISSUE 02, 2021

۱۸۔شفیق الرحمن، ‘‘مجموعہ شفیق الرحمن’’(لاہور : سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)،ص:۴۹۹

۱۹۔محمدخالد اختر،‘‘کھویا ہوا اُفق’’(لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء)،ص:۷۳

۲۰۔طاہر مسعود، ڈاکٹر،‘‘یہ صورت گر کچھ خوابوں کے’’(کراچی، اکادمی بازیافت، ۲۰۰۷ء)،ص:۲۵۸

۲۱۔ثریا حسین، ‘‘جمالیات شرق و غرب’’(علی گڑھ:ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۸۳ء)،ص:۴۶

۲۲۔انعام علی رضا، سیّد، ‘‘واہ اور آہ’’(لاہور: کلاسیک ۴۲۔ دی مال روڈ،مئی ۲۰۱۰ء)،ص۳۲

۲۳۔وزیر آغا، ڈاکٹر، ‘‘اُردو ادب میں طنز ومزاح’’ (لاہور:مکتبہ عالیہ،۱۹۸۸ء)،ص:۵۷

۲۴۔طاہر محمود کوریجہ، ‘‘شوخیوں کے سلسلے’’ (لاہور:الفیصل ناشران و تاجران کتب اُردو بازار،بار اوّل، مارچ ۱۹۹۹ء)،ص:۷

۲۵۔ سہیل اختر، ‘‘طرفہ تماشا’’(بہاول پور:حلقہ فکر وفن۹۔بی سیٹلائٹ ٹاؤن،ستمبر ۱۹۹۰)،ص:۳۸

۲۶۔قمر رئیس، ڈاکٹر، ‘‘ اُردو ادب میں طنز ومزاح کی روایت اور ہم عصر رجحانات’’(دہلی:اُردو اکادمی، ۱۹۸۲ء)،ص:۲۲